بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

مطالعۂ پاکستان

برائے جماعت نہم

Web Version of PCTB Textbook

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بُک بورڈ، لاہور

جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔
اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپرز، گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فہرست

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
-1	پاکستان کی نظریاتی اساس	1
-2	تحریکِ پاکستان اور پاکستان کا قیام	18
-3	زمین اور ماحول	59
-4	خواتین کو بااختیار بنانا	95

Web Version of PCTB Textbook

مصنّفین: ◉ ڈاکٹر علی اقتدار مرزا ◉ سیّد عبّاس حیدر ◉ محمد حسین چودھری

ریویو کمیٹی: ◉ ڈاکٹر شکیل محمود، ایسوسی ایٹ پروفیسر (جغرافیہ)، جی سی یونیورسٹی، لاہور
◉ منیر احمد بھٹی، لیکچرار (تاریخ) گورنمنٹ سائنس کالج، وحدت روڈ، لاہور
◉ مس روبیہ شاہین، لیکچرار جی سی یونیورسٹی، لاہور
◉ نعیم احمد، ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز، نظریۂ پاکستان ٹرسٹ، لاہور

نگران: ◉ محمد شہزاد ہاشمی، ماہر مضمون ◉ شمس الرحمان، ماہر مضمون ◉ محمد آصف سرا، سینئر ماہر مضمون

ڈائریکٹر (مسوّدات): ◉ فریدہ صادق ڈپٹی ڈائریکٹر (آرٹ اینڈ ڈیزائن) ◉ سیدہ انجم واصف

کمپوزنگ: ◉ محمد ندیم، اظہر محمود، عرفان شاہد، عمیر طارق فوٹو گرافی ◉ سید علی جاوید

لے آؤٹ اینڈ ڈیزائن: ◉ حافظ انعام الحق، علیم الرحمان، سید علی جاوید، منال طارق

تیار کردہ: ◉ پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

ناشر: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور مطبع:

تاریخِ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت

پاکستان کی نظریاتی اساس
(Ideological Basis of Pakistan)

باب 1

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- نظریہ کی اصطلاح کی تعریف بیان کر سکیں۔
2- نظریۂ پاکستان کے اہم ماخذ سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
3- ہندوستان میں اسلامی دورِ حکومت کے دوران اسلام کی بنیادی اقدار، مسلمان مصلحین اور سماجی و ثقافتی حوالے سے نظریۂ پاکستان کی وضاحت کر سکیں۔
4- برصغیر کے مسلمانوں کی مذہبی، ثقافتی، سماجی و معاشی محرومی کے حوالے سے دو قومی نظریہ کے آغاز اور ارتقا کی وضاحت کر سکیں۔
5- علاّمہ محمد اقبالؒ اور قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کی وضاحت کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

نظریہ کی تعریف، ماخذ اور اہمیّت
(Definition, Sources and Significance of Ideology)

برصغیر میں ''پاکستان'' کے نام سے ایک آزاد ریاست کا قیام بیسویں صدی کا اہم ترین واقعہ ہے۔ اس واقعہ کے پیچھے ایک مضبوط نظریہ کارفرما تھا۔ نظریہ کے لیے انگریزی میں ''آئیڈیالوجی'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

نظریہ (Ideology)

لفظ ''نظریہ'' اپنی تعریف اور معانی کے لحاظ سے ابتدا ہی سے سماجی دانشوروں کے درمیان اختلافِ رائے کا باعث رہا ہے۔ مختلف ادوار کے مکاتبِ فکر اور محققین نے اسے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ معنی کے لحاظ سے نظریہ سے مراد سوچ یا مقصد ہے جبکہ اصطلاحی

معنوں میں نظریہ کی تعریف اس طرح بھی کی جا سکتی ہے:

☆ کسی شے کو وجود میں لانے کے لیے ذہن میں جو سوچ، فکر اور نقشہ ابھرتا اور قائم ہوتا ہے، نظریہ کہلاتا ہے۔

☆ کسی بھی مقصد کے حصول کے لیے بنایا گیا فکری خاکہ نظریہ کہلاتا ہے۔

☆ کسی خاص مقصد کے لیے کسی قوم کی اجتماعی سوچ کا ایک بات پر متفق ہو جانا بھی نظریہ کہلاتا ہے۔

☆ ایسی بات جو لوگوں کو متحد کر کے اس کے حصول کی کوشش پر آمادہ کر دے نظریہ کہلاتی ہے۔

نظریہ سے مراد ایسا ضابطہ یا پروگرام ہے جس کی بنیاد فلسفہ و تفکر پر رکھی گئی ہو اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں مثلاً سیاسی، معاشرتی اور تہذیبی مسائل کے حل کے لیے کوئی لائحہ عمل بنایا گیا ہو۔

نظریہ کے ماخذ (Sources of Ideology)

نظریہ کے ماخذ درج ذیل ہیں:

-1 مشترکہ مذہب (Common Religion)

مذہب محض عبادات کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ وہ کسی قوم کی پوری معاشرتی زندگی کو متاثر کرتا ہے۔ انیسویں صدی میں برصغیر پاک و ہند میں کئی ہندو تحریکوں مثلاً آریا سماج اور برہمو سماج وغیرہ نے جنم لیا۔ جن کا مقصد ہندو ازم کی اشاعت اور مسلمانوں کو نیچا دکھانا تھا۔ آریا سماج کے بانی پنڈت دیانند سرسوتی نے تو حد کر دی تھی۔ اس نے شدھی کے نام سے ایک پروگرام شروع کیا جس کا مقصد غیر ہندوؤں کو زبردستی ہندو یعنی شدھی (ہندو ذہن کے مطابق پاک صاف) بنانا تھا۔ برہمو سماج کا بانی راجہ رام موہن رائے بھی مسلم دشمنی میں مسلمانوں کے خلاف تقاریر کرتا تھا۔ کانگرسی دورِ حکومت (39-1937ء) نے اس خیال کو مزید پختہ کر دیا کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے اپنی مذہبی شناخت اور پہچان کو برقرار رکھنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔

-2 مشترکہ سیاسی مقاصد (Common Political Objectives)

مشترکہ سیاسی مقاصد کی بدولت دنیا کی کئی اقوام نے اپنی آزادی کی جدوجہد کی۔ انگریزوں کی آمد سے برصغیر پاک و ہند میں جمہوریت کا تصور اُبھرا۔ جس میں حکومتی نمائندوں کا انتخاب ووٹ کے ذریعے عمل میں آنا تھا۔ آبادی کے لحاظ سے مسلمان برصغیر پاک و ہند میں اقلیت میں تھے لہٰذا حکومت میں مسلمانوں کا حصہ بھی تھوڑا تھا۔ نئے سیاسی نظام نے جو شعور دیا تھا اس کی وجہ سے مسلمانوں کا تشخص اُبھرنے لگا۔

-3 مشترکہ تعلیمی مقاصد (Common Educational Objectives)

مشترکہ تعلیمی مقاصد بھی کسی قوم کے نظریہ کے ماخذ ہوتے ہیں۔ انگریزوں نے برصغیر پر قبضے کے بعد ایسا نظامِ تعلیم متعارف کرایا جس

Web Version of PCTB Textbook

میں انگریزی زبان کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔اس پر مسلم علماء نے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے انگریزی زبان سیکھنے کو خلافِ اسلام قرار دیا۔ بیشتر مسلمانوں نے نئے نظامِ تعلیم کو رَد کر دیا۔ یہ سب ایک نظریے کی بنیاد پر ہوا اور وہ نظریہ اسلام تھا۔

4- مشترکہ معاشی مقاصد (Common Economic Objectives)

مشترکہ معاشی مقاصد بھی کسی قوم کے نظریہ کے ماخذ ہوتے ہیں۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے ہندو انگریزوں کو یہ بات سمجھانے میں کامیاب ہوگئے کہ جنگِ آزادی میں مسلمانوں کا کردار زیادہ تھا اور مستقبل میں بھی مسلمان دوبارہ اس قسم کی کوشش کر سکتے ہیں۔اس کے نتیجے میں انگریزوں کا رویہ مسلمانوں کے ساتھ سخت ہوتا چلا گیا اور معاشی طور پر مسلمانوں پر ظلم جاری رہا۔ مسلمانوں کو نظر انداز کر دیا گیا۔ان تمام وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کے لیے کاروبار اور تجارت کے مواقع ختم ہو گئے لیکن انھوں نے اپنے نظریے کو نہ چھوڑا۔

5- مشترکہ ثقافتی مقاصد (Common Cultural Objectives)

مشترکہ ثقافتی مقاصد کی بنیاد پر بھی کسی قوم کا نظریہ جنم لیتا ہے۔انگریزوں کے ہندوستان پر قبضے کے وقت اردو کو سرکاری زبان کی حیثیت حاصل تھی۔ برطانوی حکومت میں جب ہندوؤں کا حکومتی سطح پر عمل دخل بڑھا تو انھوں نے اردو کی جگہ ہندی کو سرکاری زبان کا درجہ دلوانے کی کوشش کی۔اردو کیونکہ عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی لہٰذا اسے اسلام اور مسلمانوں کے قریب تصور کیا جاتا تھا جبکہ ہندی دیوناگری رسم الخط میں لکھی جاتی تھی لہٰذا ہندوؤں نے اردو کی جگہ ہندی کو سرکاری زبان کا درجہ دینے کا مطالبہ کر دیا۔ مسلمانوں کو ہندی پڑھنے لکھنے پر عبور حاصل نہیں تھا۔ ہندوؤں کے اس عمل نے مسلمانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ متحدہ ہندوستان میں اپنے تشخص کو مزید برقرار نہیں رکھ سکیں گے۔

نظریہ کی اہمیّت (Importance of Ideology)

نظریہ لوگوں کی سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ اقوام اسی وجہ سے زندہ نظر آتی ہیں۔نظریہ انسان کے ایک دوسرے کے ساتھ قومی حقوق و فرائض کی وضاحت کرتا ہے۔نظریہ قوم کو متحد رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔نظریہ مقاصد کے حصول کے لیے ہر قسم کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کی طاقت بخشتا ہے۔نظریہ مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور مقصد کے حصول کو یقینی بناتا ہے۔نظریہ انقلاب کو جنم دیتا ہے اور اس کی وجہ سے نئی راہیں نکلتی ہیں۔

کوئی بھی نظریہ فوراً وجود میں نہیں آتا بلکہ اس کے پیچھے کچھ واقعات کام کر رہے ہوتے ہیں۔ عام طور پر نظریہ معاشرے کے پسماندہ لوگوں میں محرومی کو ختم کرنے کے لیے وجود میں آتا ہے۔ اسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مشکل حالات اور سماجی دباؤ نظریے کو جنم دیتے ہیں اور معاشرے میں مشکلات کے شکار لوگ اس کی طاقت بنتے ہیں۔ جس طرح امریکہ میں سیاہ رنگت کے لوگوں نے مساوی حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد شروع کی تو ان کا نظریہ مساوی حقوق کے حصول کا تھا۔ ایک لمبے عرصے تک بنیادی انسانی حقوق سے محرومی نے ان میں

Web Version of PCTB Textbook

مساوی حقوق کے حصول کے لیے ایک نظریے نے جنم لیا۔اسی طرح برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے اپنے سماجی وسیاسی حقوق کے حصول کے لیے جب جدوجہد شروع کی تو اس کی وجہ انگریزوں اور ہندوؤں کا ظالمانہ رویہ تھا جس نے مسلمانوں کے اندر آزادی کی لہر پیدا کی اور مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن کے لیے نظریہ وجود میں آیا۔لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر نظریہ کے پس پردہ تاریخ،روایات، رسم و رواج، مزاج،نفسیات اور مذہب جیسے عناصر شامل ہوتے ہیں۔ یہی عناصر کسی بھی نظریے کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

نظریۂ پاکستان کا مفہوم
(Meanings of Ideology of Pakistan)

اسلامی نظریۂ حیات نظریۂ پاکستان کی بنیاد ہے۔نظریۂ پاکستان سے مراد برصغیر جنوبی ایشیا کے تاریخی حوالے سے مسلمانوں کا یہ شعور تھا کہ وہ اسلامی نظریۂ حیات کی بنیاد پر دوسری اقوام سے مختلف ہیں۔

ایک موقع پر قائداعظم محمد علی جناحؒ نے فرمایا تھا کہ پاکستان تو اسی روز وجود میں آ گیا تھا جب برصغیر کا پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔''نظریہ'' کی تعریف کی روشنی میں ''نظریۂ پاکستان'' وہ لائحۂ عمل تھا جس کی بنیاد ایک خاص نظریہ یعنی ''اسلام'' پر رکھی گئی تھی۔جس کو واضح کرنے کا مقصد اسلام کو ایک تہذیبی،ثقافتی،تمدّنی، سیاسی اور معاشی نظام کے طور پر نافذ کرنا تھا۔

پاکستان کا قیام ایک نظریے کے تحت عمل میں آیا، جو نظریۂ پاکستان کہلاتا ہے۔نظریۂ پاکستان کی حیثیت پاکستان کے وجود میں روح کی طرح ہے جس کے بغیر پاکستان کے قیام کا کوئی تصوّر نہیں کیا جا سکتا۔تحریکِ پاکستان کے دوران مسلمانانِ ہند نے شعوری طور پر ایک نظریے کے تحت آزاد مسلمان مملکت کے قیام کی جدوجہد کی۔ذیل میں نظریۂ پاکستان کی تعریف پیش کی گئی ہے:

- ☆ نظریۂ پاکستان سے مراد ایک الگ خطۂ زمین کا حصول ہے جس میں مسلمانانِ برصغیر قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی قدروں اور نظریات کو محفوظ کر سکیں اور اپنی زندگیاں اسلام کے روشن اصولوں کے تحت گزار سکیں۔
- ☆ تحریکِ پاکستان اور تعمیرِ پاکستان کے مجموعی تصوّر کو نظریۂ پاکستان کہتے ہیں۔
- ☆ نظریۂ پاکستان وہ نظریاتی بنیاد ہے جس کے تحت برصغیر کے مسلمانوں نے اپنی شناخت،حقوق،علیحدہ وطن اور قومی فلاح وبہبود کے لیے جدوجہد کی۔

ہندوستان میں اسلامی دورِ حکومت کے دوران میں اسلام کی بنیادی اقدار، مسلمان مصلحین اور سماجی وثقافتی حوالے سے نظریۂ پاکستان کی وضاحت

نظریۂ پاکستان اسلامی جمہوریہ پاکستان کی روح ہے اور اس کی وجہ سے ہی محفوظ اور سلامت ہے۔ پاکستان کے وجود کا انحصار اسی نظریہ پر ہے جس کی بنیاد پر یہ وجود میں آیا۔برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان اسی نظریے کے تحت قائم کیا اور یہی نظریہ اسے مضبوط اور

Web Version of PCTB Textbook

مستحکم رکھ سکتا ہے۔ اسلامی اصولوں کے نفاذ کے لیے ہی پاکستان قائم کیا گیا۔

اسلامی اقدار (Islamic Values)

برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان کے مطالبے کے وقت یہ طے کیا تھا کہ اسلام کے سنہرے اصولوں پر مبنی معاشرہ بنایا جائے گا جہاں اسلامی اقدار مثلاً انصاف، مساوات، آزادی اور رواداری کو فروغ دیا جائے گا۔ قیامِ پاکستان کے بعد قائداعظمؒ سے سوال کیا گیا کہ تقسیم کیے بغیر برصغیر میں مسلمانوں کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی آزادی ہے تو پھر پاکستان کا مطالبہ کیوں؟ آپ نے جواب میں فرمایا:

> ''بھائی چارہ، مساوات اور انسان دوستی ہمارے مذہب، ثقافت اور تہذیب کی بنیادی باتیں ہیں۔ چونکہ ہمیں ان بنیادی انسانی حقوق کے ختم ہونے کا خدشہ تھا اس لیے ہم نے پاکستان کی تخلیق کے لیے جدوجہد کی۔''

قائداعظمؒ کی نظر میں پاکستان کو ایک ایسا ملک بنانا تھا جہاں حقوق، انسانی آزادی، انصاف اور رواداری کارفرما ہونا تھی۔ اس طرح پاکستان دوسرے ممالک اور معاشروں کے لیے ایک مثال بن سکتا تھا تاکہ وہ بھی اس کے نقشِ قدم پر چل کر خوشگوار اور فلاحی صورت اختیار کر سکتے۔ نظریۂ پاکستان فلاحی اور مثالی ریاست کے قیام کی بنیاد سمجھا گیا۔

مسلمان مصلحین (Muslim Reformers)

برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا تو مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی ہو گئی تھی۔ پھر مختلف موقعوں پر اس نظریے کی وضاحت، ترقی اور مضبوطی کے امکان کی صورتیں پیدا ہوتی گئیں۔ 1867ء میں سرسید احمد خان نے صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں اور ایک دوسرے میں جذب نہیں ہوسکتیں۔ 1879ء میں مولانا جمال الدین افغانیؒ، 1890ء میں مولانا عبدالحلیم شرر اور 1928ء میں مولانا مرتضٰی احمد میکش نے مسلمانوں کے لیے الگ ریاست کے قیام کی بات کی۔ علامہ محمد اقبالؒ نے 1930ء میں خطبہ الٰہ آباد میں مسلمانوں کی الگ ریاست کا تصور پیش کیا۔

برصغیر کے مسلمانوں کے معاشرتی اور ثقافتی حالات
(Social and Cultural Conditions of Muslims of Sub-continent)

نظریۂ پاکستان ایک مخصوص طرزِ زندگی اور تہذیب و ثقافت کی دعوت دیتا ہے۔ بلاشبہ برصغیر کی مسلم تہذیب و ثقافت پر اسلام نے گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ برصغیر کے مسلمانوں کے منفرد نسلی وتمدنی، تاریخی ورثہ اور جغرافیائی ماحول کی وجہ سے بھی روایات نے نشوونما پائی۔ ایسے تمام طریقے جو اسلامی تعلیمات کے خلاف نہیں تھے وہ یہاں کے مسلمانوں کا ثقافتی ورثہ تھا اور آج بھی ہے۔ برصغیر میں دوسری قوموں کے ساتھ رہ کر مسلمانوں نے اسلام کی ثقافتی اقدار کا تحفظ کیا۔

اسلام اپنی روح میں ایک جمہوری نظام ہے۔ اس میں شورائی طریقے کو اہمیت حاصل ہے اور اسلام میں قانون کی حاکمیت کو یقینی بنانا

Web Version of PCTB Textbook

مقصد ہوتا ہے۔نظریۂ پاکستان پر عمل کرنے سے ہی برصغیر کے مسلمانوں میں رواداری، انصاف اور جمہوریت کی جڑیں مضبوط ہوئیں۔ نظریۂ پاکستان میں جمہوریت ایک اہم ستون کی حیثیت رکھتی ہے۔قومی تعمیرِ نو کا انحصار ملی جذبوں کی آبیاری، جمہوریت کی کامیابی اور اسلام سے وابستگی پر ہے۔

برصغیر میں کئی زبانیں بولنے والے مسلمان رہتے تھے، اُن کی ثقافتیں، روایتیں، نسلیں اور سماجی ماحول مختلف تھے اور رنگوں میں بھی یکسانیت نہیں تھی۔ دینِ اسلام ہی وہ واحد طاقت تھی جو تمام مسلمانوں کو ایک قوم کے سانچے میں ڈھالے ہوئے تھی۔ اسلام کی رُو سے مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان ہمیشہ اپنی پہچان اپنے مذہب کے حوالے سے کراتے تھے۔ علامہ اقبالؒ نے مذہبی بنیادوں پر زور دیا اور کہا کہ مسلمان دینِ اسلام کی وجہ سے ایک ملّت ہیں اور ان کی قوّت کا انحصار اسلام پر ہے۔ انھوں نے مسلم ملّت کی اساس کے حوالے سے حقیقی تصوّر اپنے اشعار میں یوں پیش کیا:

اپنی ملّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر	خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ
اُن کی جمعیت کا ہے ملک ونسب پر انحصار	قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

کانگریس اور انگریز حکومت کی مشترکہ قوت قائدِاعظمؒ اور آل انڈیا مسلم لیگ کے مضبوط ارادوں کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر رہی تھی۔ قائدِاعظمؒ ان دونوں سے مسلمانوں کو آزادی دلانا چاہتے تھے۔ ہندوؤں کی عددی برتری اور انگریز حکومت کی بے پناہ طاقت مسلمانوں کو پاکستان بنانے سے نہ روک سکی۔ اس کی وجہ اسلام سے مسلمانوں کا وابستہ ہونا تھا۔ قائدِاعظمؒ اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کے تحفظ کے لیے مسلسل کوشاں رہے اور مخالفتوں کے پہاڑ بھی اُن کا راستہ نہ روک سکے۔

مسلم قوم نے اپنے عظیم قائد کی سربراہی میں اپنے آپ کو ایک مضبوط اور بھرپور قوم ثابت کیا اور ملّی اتحاد کے ذریعے مسلمانوں کے جداگانہ قومیت کے تصور کو کامیاب بنایا۔ یہ تصور نظریۂ پاکستان کہلایا۔

اسلامی ریاست اور اقلیتوں کے حقوق

قائداعظمؒ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا تھا کہ پاکستان ایک مذہبی نہیں بلکہ اسلامی فلاحی ریاست ہوگی۔ یہاں غیر مسلموں کو مسلمانوں کے برابر درجہ ملے گا۔ وہ آزاد اور خوشگوار فضا میں سانس لے سکیں گے اور انھیں برابر حقوق حاصل ہوں گے۔ رواداری اور انصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں گے۔ 11 اگست 1947ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں آپ نے اسلامی ریاست کے تصور کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

”آپ عبادت کے لیے اپنی مخصوص عبادت گاہوں میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔ آپ کا تعلق چاہے کسی عقیدے سے ہو، ریاست کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ پاکستان کے تمام شہری مساوی ہیں اور انہیں مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔“

Web Version of PCTB Textbook

نظریۂ پاکستان سے آگاہی (Awareness about Ideology of Pakistan)

آج کی نوجوان نسل کو نظریۂ پاکستان اور قیامِ پاکستان کے مقاصد سے پوری طرح آگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ جذباتی رشتے اور محبت کو جاری رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ آج کی پاکستانی قوم کو نظریۂ پاکستان سے پوری طرح آگاہی دی جائے۔ انھیں اُس عظیم تحریک سے آگاہ کیا جائے جو پاکستان کی تخلیق کے لیے برصغیر میں چلائی گئی۔ پاکستان کے عوام کو مضبوط اور متحد رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ انھیں نظریۂ پاکستان کی اہمیت اور تحریکِ پاکستان کے رہنماؤں کی قربانیوں کا پوری طرح علم ہو۔ ملک بھر میں زبان، علاقہ اور صوبوں کی سطح پر نفرتوں کے خاتمے کے لیے نظریۂ پاکستان سے دلی لگاؤ پیدا کرنا ضروری ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

نظریۂ پاکستان کے عناصر
(Elements of Ideology of Pakistan)

نظریۂ پاکستان کی بنیاد اسلامی نظریۂ حیات پر رکھی گئی ہے۔ عقائد، عبادات، قانون کی حکمرانی، اخوت و مساوات اور عدل و انصاف نظریۂ پاکستان کے عناصر ہیں۔ ان عناصر کی تفصیل ذیل میں پیش ہے:

1- عقائد (Beliefs)

عقائد میں توحید، رسالت، آخرت، ملائکہ اور الہامی کتابوں پر ایمان لانا شامل ہے۔ عقائد کے مجموعے کو ایمان کہتے ہیں۔

☆ عقیدۂ توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ وہ واحد اور یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی کوئی چیز اس کے علم سے باہر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿٢٠﴾ ترجمہ: بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے (سورۃ البقرہ، آیت: 20)۔ انسان کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے نائب کی ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ ترجمہ: میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں (سورۃ البقرۃ، آیت: 30)۔ لہٰذا مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قادرِ مطلق ہونے اور انسان کے نائب ہونے کے عقیدے سے خود بخود یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انسان اپنی طاقت کی حد تک عمل پر قادر ہے لیکن اصل قدرت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ انسان اپنی طاقت کے مطابق عمل کرے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔

☆ عقیدۂ رسالت کا مطلب تمام رسولوں پر ایمان لانا، دائرہ اسلام میں آنے کے لیے لازم ہے کہ رسالت کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے اور کسی اعتبار سے بھی اس میں شک و شبہ نہ کیا جائے۔ قرآنِ مجید اور اسوۂ رسول خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو سرچشمۂ ہدایت ماننا اور حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول اور آخری نبی ماننا اور یہ ایمان رکھنا کہ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، عقیدۂ رسالت کا لازمی جزو ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

2- عبادات (ارکانِ اسلام Pillars of Islam)

توحید و رسالت اسلام کا پہلا رکن ہے۔ دوسرا رکن نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر نماز کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ نماز کو مقررہ اوقات کے مطابق ادا کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝١٠٣

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر: 103)

دراصل نماز قائم کرنا، دینِ اسلام کو قائم کرنے کا وہ نمونہ ہے جس کا مظاہرہ ہر روز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ایسا ہی نظام پورے معاشرے میں قائم ہونا چاہیے۔ اسلام کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور اسلام کے معاشی نظام کی مضبوطی کا ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ کے نظام کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں اکٹھی ہونے کے بجائے گردش میں رہتی ہے اور معاشرے کے غریب طبقے تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ چوتھا رکن روزہ ہے۔ تمام عبادات کی طرح روزہ بھی فرض کا بہترین اظہار ہے اور بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان قربت کا ذریعہ ہے۔ حج اسلام کا پانچواں رکن ہے جو صاحبِ استطاعت لوگوں پر فرض ہے۔ حج کے موقع پر اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کی پکار مسلمانوں کے اتحاد اور بھائی چارے کی ایسی مثال ہے جو دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی۔

Web version of PCTB Textbook

3- قانون کی حکمرانی (Rule of Law)

قانون کی حکمرانی اسلام کے نظام کی اہم خوبی ہے۔ اس کی بنیاد اس تصوّر پر ہے کہ قانون کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآنِ مجید اور اسوۂ رسول خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ قانون کی بنیاد ہیں۔ بادشاہ اور غلام بھی اس قانون کے سامنے برابر ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کے نظام میں جمہوریت کی روح موجود ہے۔ حکمرانوں کو باہمی مشورے کے ذریعے فیصلوں کا پابند کر کے جمہوریت کی مہر لگا دی گئی ہے، شرط یہ ہے کہ تمام فیصلے قرآن و سنت کی روشنی میں ہوں۔

4- اخوّت و مساوات (Equality and Brotherhood)

اسلامی معاشرہ میں اخوّت و مساوات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مدینہ منورہ میں جب اسلامی حکومت قائم ہوئی تو اس میں اخوت اور مساوات مثالی تھی۔ آج بھی اسلامی معاشرہ اسی اخوت و بھائی چارے اور مساوات کا تقاضا کرتا ہے جو "مواخاتِ مدینہ" میں نظر آئی تھی۔ اسلام سے پہلے اس اصول کی شدید کمی تھی اور لوگ ایک دوسرے کی جان کے دشمن تھے لیکن مدینہ کی ریاست کے وجود سے حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حقوق العباد پر عمل کرتے ہوئے یتیموں، بیواؤں اور ناداروں پر شفقت کرنے کی تلقین کی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو زندگی بسر کرنے کا ضابطہ دیا تا کہ لوگ آپس میں محبت سے رہ سکیں اور معاشرے میں بھائی چارے اور مساوات کی فضا قائم ہو۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے زکوٰۃ اور خیرات کے نظام کو وضع کیا اور سود کو حرام قرار دیا کیونکہ اسلام میں دوسروں کے استحصال (لُوٹ کھسوٹ) کی کوئی گنجائش نہیں۔

اخوت اس بات کا درس دیتی ہے کہ آپس میں برادرانہ تعلقات قائم ہونے چاہییں تاکہ کسی کے حقوق چھینے نہ جاسکیں اور نہ ہی کوئی کمزور پر ظلم کرے۔ حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ ایک مسلمان، دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ اس کے ساتھ خیانت نہ کرے اور نہ اُس سے جھوٹ بولے (سنن ترمذی، حدیث نمبر:1927)۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کینہ اور حسد سے باز رہنے کا درس دیا۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اتفاق سے رہیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔

اسلامی معاشرہ میں جہاں اخوت اور بھائی چارے کو مقام حاصل ہے وہاں مساوات پر بھی زور دیا گیا ہے۔ اقبالؒ کے الفاظ میں:

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز	نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

کیونکہ اسلام میں اُونچ نیچ کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اسلام نے ایسے معاشرے کی بنیاد رکھی ہے جس میں غریب اور امیر سب ایک جیسے ہیں، کسی کو کسی پر برتری حاصل نہیں۔ حضرت محمد رسول اللّٰہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس حقیقت کو اپنے آخری خطبہ میں یوں بیان فرمایا ہے:

''اے لوگو! بے شک تمھارا رب بھی ایک ہے اور تمھارا باپ بھی ایک۔ آگاہ رہو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام پر اور کسی سیاہ فام کو کسی سفید فام پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔'' (مسند احمد، حدیث نمبر:4568)

اسلام تو نام ہی مساوات کا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی شخص برتر نہیں ہے۔ اگر کوئی بڑا ہے تو اچھے اعمال کی بنا پر بڑا ہو سکتا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ مسجد میں کوئی شخص افضل نہیں ہے۔ سب ایک امام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ اللّٰہ کے حضور کسی کو برتری حاصل نہیں۔

اللّٰہ تعالیٰ نے مساواتِ نسلِ انسانی کا درس دیتے ہوئے سورۃ الحجرات میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ

ترجمہ: اے لوگو! بے شک ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمھیں (مختلف) قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک اللّٰہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔
(سورۃ الحجرات، آیت نمبر:13)

5- عدل و انصاف (Justice and Equity)

عدل و انصاف کے بغیر کوئی بھی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا لہٰذا عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ معاشرہ میں ہر کسی کو اس کا حق ملے۔ جہاں انصاف پر مبنی معاشرہ ہوگا وہاں معاشرے کی دوسری خرابیاں خود بخود ٹھیک ہو جائیں گی کیونکہ اس طرح کوئی کسی کا حق غصب نہیں کر سکے گا۔ سزا کے خوف سے کوئی بے ایمانی یا ناانصافی کا مرتکب نہ ہوگا۔ طلوعِ اسلام سے پہلے اس قسم کی بے ایمانی کہ طاقتور کو سزا نہ دینا جب کہ کمزور

Web Version of PCTB Textbook

کوسزا دینا عام تھا لیکن اسلام کے بعد عدل و انصاف کا بول بالا ہوا۔ معاشرہ میں عدل و انصاف کی فضا قائم ہوئی اور مسلمان معاشرے میں انصاف ایک اہم ضرورت بن گیا۔

عدل و انصاف کی ضرورت زندگی کے ہر شعبے میں ہے۔ عدل و انصاف کے نفاذ کو ممکن بنانا عدالتی نظام کی ذمہ داری ہے۔ اس مقصد کے لیے عدالتوں کا آزاد ہونا نہایت ضروری ہے۔ ججوں پر کسی قسم کا سیاسی دباؤ نہیں ہونا چاہیے تا کہ قانون کا اطلاق سب پر یکساں ہو۔ کوئی امیر ہو یا غریب سزا سب کے لیے جرم کے مطابق ہونی چاہیے۔

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ جو قوم عدل و انصاف کو ترک کر دیتی ہے تباہی اور بربادی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے عدل و انصاف کی بہت سی مثالیں چھوڑی ہیں جو دنیا کے لیے نمونہ ہیں۔ ایک دفعہ قبیلہ بنو مخزوم کی عورت نے چوری کی اور آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے سفارش کی گئی تو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

> ''تم سے پہلے قومیں اسی لیے تباہ و برباد ہو گئیں کہ ان میں جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا تو اسے سزا نہیں دی جاتی تھی۔ اور اگر کوئی چھوٹا آدمی جرم کرتا تو اس پر حد لاگو کر دی جاتی تھی۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔'' (صحیح بخاری، کتاب: حد اور سزاؤں کے بیان میں، حدیث: 6787)

عدل و انصاف کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کسی بھی معاشرہ میں قانون کی بالا دستی سے معاشرہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

برصغیر کے مسلمانوں کی مذہبی، ثقافتی، سماجی و معاشی محرومی کے حوالے سے دو قومی نظریہ کی ابتدا اور ارتقا کی وضاحت

دو قومی نظریہ: ابتدا اور ارتقا کی وضاحت

(Two-Nation Theory: Origin and Evolution)

دو قومی نظریہ سے مُراد یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان آباد ہیں۔ یہ دونوں قومیں صدیوں تک ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے باوجود آپس میں گھل مل نہ سکیں۔ دو قومی نظریہ کی بنیاد مسلمانوں کا علیحدہ تشخص ہے۔ پاکستان دو قومی نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا۔ دو قومی نظریہ کا نصب العین یہ تھا کہ اسلام کے دو قومی تصور کی بنیاد پر ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک ایسی آزاد ریاست قائم کی جائے جس میں رہتے ہوئے وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزار سکیں۔

1- برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا (Two-Nation Theory in Sub-continent)

برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا مسلمانوں کی آمد اور محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے ہوئی۔ 712ء میں عرب نوجوان سپہ سالار محمد بن قاسم نے سندھ کے راجہ داہر کو شکست دی۔ محمد بن قاسم کے ساتھ کچھ عرب تبلیغِ اسلام کے لیے بھی آئے اور وہ مستقل طور پر سندھ اور ملتان میں آباد ہو گئے۔ محمد بن قاسم کے حسنِ سلوک، رواداری اور انصاف نے مقامی لوگوں کو اس قدر متاثر کیا کہ وہ اُسے اوتار اور دیوتا سمجھنے لگے۔ تبلیغ کرنے والوں نے اِن لوگوں کو اسلام کی سیدھی، سچی اور توحید کی راہ دکھائی اور یہ لوگ بخوشی دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد غزنوی دورِ حکومت شروع ہوتا ہے جو 1003ء سے 1206ء تک محیط ہے۔ اس دور میں موجودہ پاکستانی علاقوں میں فارسی زبان نے رواج پکڑا اور اسلامی تہذیب کے نقوش گہرے ہوئے۔ 1206ء میں قطب الدّین ایبک نے سلطنتِ دہلی کی بنیاد رکھی۔ سلطنت دہلی کا دورِ حکومت 1526ء تک رہا جس میں خاندانِ غلاماں، خاندانِ خلجی، خاندانِ تغلق، سادات اور لودھی خاندان نے حکومت کی۔ 1526ء میں ظہیرالدین بابر نے دہلی میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی جو 1857ء تک قائم رہی۔ مغلیہ دورِ حکومت میں بابر، ہمایوں، اکبر، جہانگیر، شاہجہاں اور اورنگ زیب مشہور حکمران تھے۔ آخری مغل حکمران بہادر شاہ ظفر کو انگریزوں نے 1857ء کی جنگِ آزادی میں شکست دینے کے بعد رنگون (میانمار) میں قید کر دیا۔ جہاں وہ بعد میں انتقال کر گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

Web Version of PCTB Textbook

2- سر سید احمد خان اور دوقومی نظریہ (Sir Syed Ahmad Khan and Two-Nation Theory)

سر سید احمد خان

انگریزوں کے ہندوستان پر قبضے کے بعد جس شخصیّت نے سب سے پہلے مسلمانوں کو علیحدہ قوم قرار دیا، وہ سر سید احمد خان تھے۔ ابتدا میں سر سید احمد خان متحدہ قومیت کے حامی تھے لیکن جب 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندو انگریزوں کے زیادہ قریب ہو گئے تو سر سید کو یہ اِحساس ہوا کہ ہندو کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ 1867ء میں بنارس میں اردو، ہندی تنازع کے موقع پر آپ نے واضح اعلان کیا کہ مسلمان اور ہندو الگ الگ قومیں ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے مسلمانوں کی تعلیمی اور سیاسی میدان میں ترقی کے لیے جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ اس سلسلے میں تعلیمی ترقی کے لیے ایم۔ اے۔ او ہائی سکول اور کالج کا قیام اہم اقدام تھے۔ اسی طرح 1885ء میں سر سید احمد خان نے مسلمانوں کو سیاسی جماعت کانگریس میں شمولیت سے منع کر کے ان کے سیاسی حقوق کا تحفظ کیا۔ اس کے بعد سر سید نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا پلیٹ فارم مہیا کر کے مسلمانوں کی سیاسی ترقی کے لیے راستہ ہموار کیا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟
سر سید احمد خان 1817 میں پیدا ہوئے اور 1898 میں وفات پائی۔

3- چودھری رحمت علی اور دوقومی نظریہ (Ch. Rehmat Ali and Two-Nation Theory)

چودھری رحمت علی

چودھری رحمت علی اسلامیہ کالج لاہور کے نامور طالب علم تھے۔جنوری 1931ء میں انھوں نے کیمبرج کالج میں قانون کے شعبے میں اعلیٰ تعلیم کے لیے داخلہ لیا۔1933ء میں آپ نے لندن میں پاکستان نیشنل موومنٹ کی بنیاد رکھی۔ 28 جنوری 1933ء کو انھوں نے ''اب یا پھر کبھی نہیں'' (Now OR Never) کے عنوان سے چار صفحات پر مشتمل مشہور کتابچہ جاری کیا، جو تحریک پاکستان کے لیے مضبوط دیوار ثابت ہوا۔اور برصغیر کے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ دیگر قومیں بھی لفظ ''پاکستان'' سے آشنا ہوئیں۔

چودھری رحمت علی نے دوقومی نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''برصغیر میں کئی اقوام آباد ہیں۔اِن میں دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان ہیں۔جو صدیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے باوجود آپس میں گھل مِل نہیں سکیں۔اُن کے بنیادی اصول اور رہن سہن کے طریقے ایک دوسرے سے اِس قدر مختلف ہیں کہ سیکڑوں برس کی ہمسائیگی اور ایک حکومت کے زیرِ سایہ رہنے کے باوجود اُن میں مشترکہ قومیت کا تصوّر پیدا نہ ہوسکا۔''

کیا آپ جانتے ہیں؟

چودھری رحمت علی 1897 میں پیدا ہوئے آپ نے اسلامیہ کالج لاہور اور کیمبرج یونیورسٹی (برطانیہ) سے تعلیم حاصل کی۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی محرومی
(Economic Deprivation of Muslims in India)

- ☆ انگریزوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی 1600ء میں قائم کی۔کمپنی ہندوستان میں ایسی معاشی پالیسیاں بناتی تھی جس کا زیادہ سے زیادہ مالی فائدہ خود انگریزوں کو ہوتا تھا۔
- ☆ انگریزوں نے اپنی صنعت وتجارت کے تحفظ کے لیے ہندوستان کے عوام پر بھاری ٹیکس لگائے،جس سے مسلمان بھی متاثر ہوئے۔
- ☆ انگریزوں نے مسلمانوں کو ان تمام عہدوں سے ہٹا دیا جو اِن کے آباؤ اجداد کے دور سے ان کے پاس چلے آرہے تھے۔مسلمانوں کو نئے عہدوں سے بھی محروم رکھا گیا۔اس طرح مسلمان معاشی طور پر بدحالی کا شکار ہوگئے۔
- ☆ انگریزوں نے ہندوؤں کو معمولی عہدوں سے ترقی دے کر اعلیٰ عہدوں تک پہنچا دیا۔
- ☆ انگریزوں نے مسلمانوں کی زمینیں چھین کر دوسری اقوام کو دے دیں۔
- ☆ مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں سے نکال دیا اور ان پر آئندہ کے لیے سرکاری ملازمت کا حصول مشکل بنا دیا گیا۔
- ☆ انگریزوں کے دور میں بنگال میں امن وامان کی خرابی کے باعث مناسب زراعت نہ ہونے سے اجناس کی قلّت ہوگئی۔ان علاقوں

Web Version of PCTB Textbook

میں موجود تمام زرعی اور صنعتی ذرائع ناپید ہو گئے۔

- ☆ بنگال میں ریشم اور سُوت کے کاریگر اور تاجر دوسرے شہروں کی طرف چلے گئے۔ تجارتی مال کی نقل و حمل پر جگہ جگہ محصول (ٹیکس) دینے سے مال کی قیمت بہت زیادہ بڑھ گئی جو خریداروں کی قوتِ خرید سے کہیں زیادہ تھی۔ اس سے تجارت بہت متاثر ہوئی۔ اس طرح دوسری اقوام کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو بھی بہت نقصان اٹھانے پڑے۔
- ☆ ایسٹ انڈیا کمپنی کے نئے ٹیکسوں کے باعث کسانوں پر محصول (ٹیکس) کی شرح بڑھ گئی۔ اس طرح انگریزوں کے ہاتھوں مقامی زراعت کو سخت نقصان پہنچا۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قائدِاعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کی وضاحت

Web Version of PCTB Textbook

علامہ محمد اقبالؒ اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کی وضاحت ذیل میں کی گئی ہے:

نظریۂ پاکستان اور علامہ محمد اقبالؒ (Allama Iqbal and Ideology of Pakistan)

علامہ محمد اقبالؒ برصغیر کے ان مسلم رہنماؤں میں سے ایک ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو الگ ریاست کا تصور دیا اور اپنی شاعری کے ذریعے ان کو بیدار کیا۔ پہلے پہل آپ بھی ہندو مسلم اتحاد کے حامیوں میں سے تھے لیکن ہندوؤں کی تنگ نظری نے جلد ہی علامہ محمد اقبالؒ کو اس بات پر سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ الگ ملک کا مطالبہ کریں۔ آپ نے خطبہ الٰہ آباد 1930ء کے ذریعے مسلمانوں کے لیے ایک الگ ریاست کا مطالبہ کیا تاکہ مسلمان اس میں رہ کر اپنے مذہب اور ثقافت کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ آپ نے فرمایا:

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

''مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو بالآخر ایک اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت تمدّنی قوت زندہ رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کرے۔ میں صرف ہندوستان میں اسلام کی فلاح و بہبود کے خیال سے ایک منظم اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کر رہا ہوں۔''

برصغیر میں چونکہ دو الگ الگ قومیں آباد تھیں اس لیے علامہ محمد اقبالؒ مسلمانوں کو ایک بڑی اور الگ قوم کی حیثیت سے اجاگر کرنا چاہتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ سیاسی، سماجی اور معاشی تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ ان کے لیے الگ ریاست ہو۔

نظریۂ پاکستان اور قائداعظمؒ (Quaid-e-Azam and Ideology of Pakistan)

☆ تاریخ میں کچھ ایسی شخصیات ملتی ہیں جنھوں نے اقوام کی تقدیر کو ہی بدل کر رکھ دیا۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ برصغیر کی ان شخصیات میں سے ایک ہیں جنھوں نے برصغیر کے مسلمانوں کی تقدیر کو بدل کر رکھ دیا۔

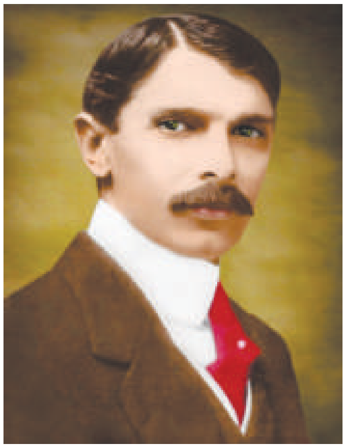

قائدِاعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

☆ قائداعظم محمد علی جناحؒ دوقومی نظریہ کے زبردست حامی تھے اور وہ ہر لحاظ سے مسلمانوں کو الگ قوم کا درجہ دیتے تھے۔ آپ نے اس سلسلے میں فرمایا:
''قومیت کی جو بھی تعریف کی جائے مسلمان اس تعریف کی رو سے الگ قوم ہیں۔ وہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنی الگ مملکت قائم کریں۔ مسلمانوں کی یہ خواہش ہے کہ وہ اپنی روحانی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی زندگی کی مکمل نشوونما کریں اور اس مقصد کے لیے جو طریقہ اپنانا چاہیں وہ اپنائیں۔''

☆ قراردادِ لاہور 23 مارچ 1940ء کو پیش ہوئی جس میں آپ نے خطبہ صدارت دیتے ہوئے فرمایا:

''ہندو اور مسلمان دو علیحدہ مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں جو بالکل مختلف عقائد پر قائم ہیں اور مختلف نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ دونوں اقوام کے ہیروز، رزمیہ کہانیاں اور واقعات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لہٰذا دونوں قوموں کو ایک لڑی میں پرونے کا مقصد برصغیر کی تباہی ہے کیونکہ یہ برابری کی سطح پر نہیں بلکہ اقلیت اور اکثریت کے روپ میں موجود ہیں۔ برطانوی حکومت کے لیے بہتر ہوگا کہ ان دونوں قوموں کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے برصغیر کی تقسیم کا اعلان کرے جو کہ تاریخی اور مذہبی لحاظ سے ایک صحیح قدم ہوگا۔''

Web Version of PCTB Textbook

☆ 29 دسمبر 1940ء کو احمد آباد میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا:

''پاکستان صدیوں سے موجود رہا ہے، شمال مغرب مسلمانوں کا وطن رہا ہے، ان علاقوں میں مسلمانوں کی آزاد ریاستیں قائم ہونی چاہییں تاکہ وہ اسلامی شریعت کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔''

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
> 1933ء میں جب قائداعظمؒ برصغیر کی سیاست سے مایوس ہوئے تو لیاقت علی خان اور دوسرے مسلم رہنماؤں نے انھیں واپس آنے کے لیے قائل کیا۔

☆ پاکستان بننے کے بعد آپ نے فرمایا:

''ہمیں پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان کے جھگڑوں سے بالاتر ہوکر سوچنا چاہیے۔ ہم صرف اور صرف پاکستانی ہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ پاکستانی بن کر زندگی گزاریں۔ اس کے علاوہ آپ نے اقلیتوں کو مکمل تحفظ دینے اور برابری کے حقوق دینے کا اعلان کیا، یہی

اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔''

☆ 11 اکتوبر 1947ء کو حکومت پاکستان کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا:

''ہمارا نصب العین یہ ہے کہ ہم ایک ایسی مملکت تخلیق کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں، جو ہماری تہذیب وتمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور جہاں اسلام کے معاشرتی انصاف کے اصولوں کو ابھارنے کا موقع ملے۔''

☆ یکم جولائی 1948ء کو قائداعظمؒ نے سٹیٹ بینک کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:

''مغرب کا معاشی نظام انسانیت کے لیے ناقابلِ حل مسائل پیدا کر رہا ہے اور یہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک ایسا معاشی نظام پیش کرنا چاہیے جو اسلام کے صحیح تصور مساوات اور سماجی انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو۔''

Web Version of PCTB Textbook

مشقی سوالات

-1 ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

☆ کانگریسی وزارتوں کا دور رہا:

(الف) 1933-35ء (ب) 1939-41ء

(ج) 1941-43ء (د) 1937-39ء

☆ قراردادِ لاہور 1940ء میں خطبہ صدارت دیا:

(الف) مولانا ظفر علی خان نے (ب) قائدِاعظم محمد علی جناحؒ نے

(ج) لیاقت علی خان نے (د) شیرِ بنگال مولوی فضل الحق نے

☆ ایم۔اے۔او سکول اور کالج قائم کیا:

(الف) سرسید احمد خان نے (ب) چودھری رحمت علی نے

(ج) قاضی عیسیٰ نے (د) مولوی فضل الحق نے

☆ 1867ء میں جب بنارس میں ہندوؤں کی مسلم دشمنی کھل کر سامنے آ گئی۔ جس پر سرسید احمد خاں نے واضح اعلان کیا کہ:

(الف) مسلمان اور ہندو الگ الگ قومیں ہیں۔ (ب) مسلمان سیاست سے الگ رہیں۔

(ج) ہندو ہمارے دوست نہیں ہیں۔ (د) مسلمان انگریزی تعلیم حاصل کریں۔

☆ نظریۂ پاکستان کی بنیاد ہے:

(الف) اجتماعی نظام (ب) دو قومی نظریہ

(ج) ترقی پسندیت (د) اسلامی نظریۂ حیات

☆ 1930ء میں مسلمانوں کو الگ ریاست کا تصور دینے والی شخصیت ہے:

(الف) قائداعظمؒ (ب) علامہ محمد اقبالؒ

(ج) سر سید احمد خان (د) مولانا محمد علی جوہر

☆ قیامِ پاکستان کا مطالبہ کرتے وقت مسلمانوں کی سوچ تھی کہ:

(الف) عالمِ اسلام کا اتحاد قائم ہو (ب) مسلم قوم بہتر تعلیم حاصل کر سکے

(ج) وہ اپنے مذہب اور عقائد کے مطابق زندگی بسر کر سکیں (د) ملک میں معاشی ترقی ہو

-2 خالی جگہ پر کریں۔

☆ نظریہ لوگوں کی -------------- کی عکاسی کرتا ہے۔

☆ انگریزوں نے ہندوستان کے عوام پر بھاری ----------- لگائے۔

☆ علامہ اقبالؒ برصغیر کے ان مسلم رہنماؤں میں سے ایک ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو الگ------------ کا تصور دیا۔

☆ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے------------ کے مسلمانوں کی تقدیر بدل کر رکھ دی۔

☆ چودھری رحمت علی نے----------- میں پاکستان نیشنل موومنٹ کی بنیاد رکھی۔

-3 کالم الف اور کالم ب کو ملائیں اور درست جواب کالم ج میں لکھیں۔

کالم الف	کالم ب	کالم ج
1206ء میں	ایک کتابچہ 'Now or Never' شائع کیا۔	
غزنوی دورِ حکومت	بنارس شہر سے شروع ہوا۔	
اُردو، ہندی تنازع 1867ء میں	مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی	
چودھری رحمت علی نے جنوری 1933ء میں	1003ء سے 1206ء تک محیط ہے۔	
1526ء میں ظہیر الدین بابر نے	قطب الدین ایبک نے سلطنت دہلی کی بنیاد رکھی۔	

Web Version of PCTB Textbook

4- مختصر جوابات دیں۔

☆ قائداعظمؒ نے یکم جولائی 1948ء کو سٹیٹ بینک کا افتتاح کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

☆ دوقومی نظریہ سے کیا مراد ہے؟

☆ نظریۂ پاکستان کی تعریف کریں۔

☆ عقیدۂ رسالت کی تعریف کریں۔

☆ ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کرنے کا مقصد کیا تھا؟

☆ ''اب یا پھر کبھی نہیں'' (Now OR Never) کے عنوان سے شہرۂ آفاق کتابچہ کب اور کس نے جاری کیا؟

5- درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات دیں۔

☆ نظریہ کے ماخذ اور اہمیت واضح کریں۔

☆ نظریۂ پاکستان کے عناصر کی تفصیل سے وضاحت کریں۔

☆ علامہ محمد اقبالؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کی وضاحت کریں۔

☆ قائداعظم محمد علی جناحؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریہ پاکستان کا احاطہ کریں۔

☆ برصغیر میں اسلام کی بنیادی اقدار اور سماجی وثقافتی حوالے سے نظریۂ پاکستان کی وضاحت کریں۔

☆ دوقومی نظریہ کی وضاحت کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

سرگرمی

☆ نظریۂ پاکستان کے حوالے سے ایک تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ

☆ برصغیر میں دو اقوام کا تصور طلبہ پر واضح کریں۔